Journal of Religion & Society (JRS)

Available Online:

<https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index>

Print ISSN: [3006-1296](#) Online ISSN: [3006-130X](#)

Platform & Workflow by: [Open Journal Systems](#)

**THE JUSTIFICATION AND ILLEGITIMACY OF ESPIONAGE IN
INTERNATIONAL LAW: A RESEARCH REVIEW**

بین الاقوامی قانون میں جاسوسی کے جواز و عدم جواز کا تحقیقی جائزہ

Khizar Hayat

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University, Taxila,
Pakistan.

Dr. Ahmad Hassan Khattak

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, HITEC University,
Taxila, Pakistan.

ahmad.hassan@hitecuni.edu.pk

Abstract

Espionage, as a tool for gathering intelligence and influencing foreign policies, has long been a contentious issue in international law. This research review delves into the legal status of espionage, particularly in peacetime, and examines the arguments for and against its justification under international law. The study is divided into two main parts: the first explores the types of espionage, including covert operations and human intelligence, while the second analyzes the legal interpretations of espionage under international law, focusing on the United Nations Charter and other relevant conventions. The research highlights the evolving nature of state sovereignty and territorial integrity in the post-World War II era, which has significantly impacted the perception of espionage. While some legal experts argue that espionage is a necessary tool for national security and maintaining peace, others contend that it violates principles of non-intervention and territorial integrity. The study also addresses the emergence of cyber espionage, which has further complicated the legal landscape. The research concludes that while espionage is not explicitly prohibited under international law, its legitimacy remains a subject of debate, especially in the context of modern technological advancements. The paper calls for a more nuanced understanding of espionage within the framework of international law, considering both its historical context and contemporary challenges.

Keywords: *Espionage, International Law, Covert Operations, Cyber Espionage, Sovereignty, Non-Intervention, United Nations Charter.*

تعارف

پُر امن حالات میں جاسوسی اور اس کے ملحقہ مسائل کے ساتھ بین الاقوامی قانون کی ہم آہنگی ایک انتہائی متنازعہ مسئلہ ہے، جس میں ماہرین قانون کے ہاں اس کی مختلف سطحوں پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ عمومی ریاستی حالات میں جاسوسی کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ اس بابت ماہرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر اور دیگر بین الاقوامی قانون کی دفعات کی تشریح میں بعض ماہرین جاسوسی کے جواز جب کہ بعض اس کے عدم جواز کے حق میں دلائل دیتے ہیں۔ اس مطالعہ میں جاسوسی کے جواز اور عدم جواز سے متعلق ماہرین کی آراء کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ کس طرح دوسری جنگ عظیم کے بعد ریاستوں میں ریاستی خود مختاری اور علاقائی سالمیت کا تصور تبدیل ہوا۔ اور جاسوسی کے سابقہ طرق جو ابھی تک غیر قانونی نہیں سمجھے جاتے تھے جیسا کہ انسانی جاسوسی، مگر جاسوسی کے نئے طرق سامنے آئے جیسا کہ سائبر جاسوسی، کوچھوڑ دیا گیا۔

اس مطالعہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ حصہ اول میں جاسوسی کی دو اقسام خفیہ آپریشن اور خفیہ انسانی جاسوسی پر مشتمل ہو گا۔ جس میں انسانی اور سائبر جاسوسی دونوں کے فرق کا تجزیہ کیا جائے گا۔ جب کہ دوسرے حصہ میں فعال آپریشنز، انسانی جاسوسی، سائبر آپریشنز اور سائبر جاسوسی سے متعلق بین الاقوامی قانون کی مختلف تشریحات اور قانونی حیثیت سے متعلق مباحث کا تجزیہ کیا جائے گا۔ اس تجزیہ کی اہمیت کے بین الاقوامی قانونی تصورات اقوام متحدہ کے چارٹر (1945) کے آرٹیکل 2(1) اور آرٹیکل 2(4) سے ماخوذ ہیں، جیسا کہ طاقت کے استعمال کی ممانعت، خود مختاری، عدم مداخلت کا اصول، اور حق خود ارادیت وغیرہ، اسی طرح دوسرے کنونشنز سے حاصل ہونے والے حقوق، جیسے رازداری کا تحفظ وغیرہ شامل ہیں۔

جاسوسی کی اقسام

جاسوسی کی صورتیں اور مقاصد نمایاں طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں، خاص طور پر ٹیکنالوجی کی آمد کے ساتھ؛ تاہم، آسان الفاظ میں "جاسوسی وہ آلہ ہے جس کے ذریعہ پالیسی پر عمل درآمد اور پالیسی سے متعلق آگاہ کیا جاتا ہے۔" (1)

یہ تعریف جاسوسی کو دو اقسام میں تقسیم کرتی ہے: اول: خفیہ آپریشن (پالیسی پر عمل درآمد کا ایک آلہ) اور دوم: خفیہ جاسوسی (پالیسی کو آگاہ کرنے کا ایک آلہ) پہلی قسم، خفیہ آپریشن؛ فعال کاروائیوں اور سائبر آپریشنز پر مشتمل ہے۔ یہ وہ امور ہیں جن کے ذریعے ایک ریاست کسی غیر ملکی اقتدار پر اپنا اثر و رسوخ جماتی ہے جس میں عوامی توثیق کا فقدان ہوتا ہے اور عام طور پر پنهان رہتا ہے۔ (2)

¹ . L.V. Scott and P.D. Jackson, *Understanding Intelligence in Twenty-First Century, Journey in Shadows*, Taylor and Francis Routledge- London, 2004, p. 1-28

² . Fatouros A.A., *Covert Intelligence and International Law*, American Society of International Law Proceedings, 1976, P. 192-194

خفیہ کارروائیوں کی درجہ بندی تین طرح سے ہے: اول: سنگین اور پر تشدد خفیہ آپریشن، دوم: سیاسی عمل اور سوم: پروپیگنڈا۔ اس طرح کی خفیہ کارروائیوں کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ بنیادی طور پر فعال طاقتوں اور سائبر پروگرامنگ کے استعمال کے ذریعے، جو ان کی ضرورتوں کے اہداف پر اثر انداز ہوتے ہیں، لیکن انجام کاران میں ایک با اثر عنصر ضرور شامل ہوتا ہے۔

جاسوسی کی دوسری قسم؛ خفیہ انٹیلیجنس کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: معلومات کا جمع کرنا اور ان معلومات کا تجزیہ کرنا۔⁽³⁾ بین الاقوامی قانون کے حوالے سے، معلومات کا ابتدائی ذخیرہ وہ خاص پہلو ہے جو سنگین اور اہم قانونی سوالات کو جنم دیتا ہے، جو اسے تجزیہ کے بجائے انتہائی اہمیت کا حامل اور انتہائی متنازعہ بناتا ہے۔ معلومات جمع کرنے کے عمل کو خود تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلی، انسانی جاسوسی: جیسا کہ فعال ایجنٹ جو اپنے مخصوص نیٹ ورک کے ذریعہ معلومات جمع کرتا ہے۔ دوسری، سگنلز انٹیلیجنس (اشارے)، جیسے الیکٹرانک نگرانی یا مواصلات کی مداخلت؛ اور تیسری فوٹو گرافی یا تصویری ذہانت: جیسے مصنوعی سیارہ کے ذریعہ معلومات کا حصول وغیرہ۔⁽⁴⁾

معلومات جمع کرنے کے ان طرق سے ایسی معلومات اکٹھی ہوتی ہیں جنہیں ریاستیں اپنے فیصلہ سازی، خارجہ پالیسی کی منصوبہ بندی، اور اپنے حلقہ کے مستقبل کے رویوں کی پیش گوئی، اثر و رسوخ سمجھنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ لہذا یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ انٹیلیجنس ریاستی عمل اور اس کی منصوبہ سازی کا اہم حصہ اور جزو لاینفک ہے۔ جاسوسی کی اقسام اور ان کے مقاصد کے درمیان عملی اختلافات کے پیش نظر، جاسوسی کے طریقوں کے کچھ اہم پہلو ایسے ہیں جو بین الاقوامی قانون کے حوالے سے متنبہ کرتے ہیں۔ ان طریقوں کا تجزیہ ضروری ہے جن سے یہ ممکن ہے، یا استدلال کیا جاسکتا ہے کہ، جاسوسی بین الاقوامی قانون کے خلاف ہو سکتی ہے۔ فعال آپریشنز اور انسانی انٹیلی جنس اور ان کے سائبر (Counterparts): سائبر آپریشنز اور سائبر انٹیلی جنس کے درمیان طریقہ کار اور سیاق و سباق کے فرق، بین الاقوامی قانون کے تحت ان کی قانونی حیثیت کو سمجھنے کے لیے سب سے اہم ہیں۔

بین الاقوامی قانون میں جاسوسی کی حیثیت

بین الاقوامی قانون کے تحت جاسوسی کی قانونی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ بین الاقوامی قانون نے جاسوسی کا کیا تصور پیش کیا ہے۔ جاسوسی تاریخ کے آغاز سے ہی ایک فریب دہ اور

³ Radson A.J., *The Unresolved Equation of espionage and International Law*, Michigan Journal of International Law, 28: 3, 2007, p. 596-623

⁴ Sulmasy. G. and yoo. J. *Counterintuitive: Intelligence Operations and International Law*, Michigan Journal of International Law, 28: 3, p. 625-638

خطرناک پیشہ ہے۔ لیکن دوسری جنگ عظیم کے بعد، بین الاقوامی برادری امن، سلامتی اور بین الاقوامی اصولوں کی بحالی کے دور میں داخل ہو گئی۔ (5) تاہم، اس نئے دور میں جاسوسی کا ازالہ نہیں کیا گیا، اور اسے قانون کے تحت صرف جنگ کے فن کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ جاسوسی سے نمٹنے والا قانون، صرف جنگ کے دوران اور جاسوس کے قید ہو جانے کے بعد قانونی حیثیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ جاسوسوں کو جنگ کے وقت اسکاؤٹس کی طرح کی حیثیت حاصل نہیں ہوتی ہے کیونکہ ان کے عمل کے ساتھ دھوکہ دہی کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔ 1947ء کے جنیوا کنونشن اور بعد کے اضافی پروٹوکول-1 میں جاسوسوں کے ساتھ ہونے والے سلوک کے بارے میں بحث کی گئی ہے جو ان کی گرفتاری کی نوعیت پر منحصر ہے۔ بین الاقوامی قانون کی دفعات میں جنگ کے دوران جاسوسی اور جاسوس کی سزا سے متعلق بحث، عمل جاسوسی کو ایک قانونی جواز فراہم کرتی ہے۔ تاہم، اسے ابھی تک واضح طور پر قانونی قرار نہیں دیا گیا ہے اور ریاستی خود مختاری کی بالادستی کی وجہ سے امن کے وقت کی جاسوسی کا اطلاق بنیادی طور پر نہ ہونے کے برابر ہے۔ حالت امن کی جاسوسی کی قانونی حیثیت کے بارے میں موجودہ بین الاقوامی قانون سے براہ راست نتیجہ اخذ کرنا مشکل امر ہے۔ بطور خاص اس لیے بھی کہ حالت امن میں جاسوسی کے پس پردہ تمام ریاستوں کے اپنے اپنے مقاصد ہوتے ہیں۔ (6) اس طرح کے تغیرات میں جاسوسی کے ہر مختلف طریقہ اور عمل کے سلسلے میں قانون کی ایک الگ تشریح کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسے آنے والی سطور میں بیان کیا جا رہا ہے۔

جاسوسی کے جواز کے دلائل

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، خفیہ کارروائیوں میں سے ہر ایک کی لازمی طور پر تین ممکنہ صورتیں ہیں: جبری آپریشنز، سیاسی عمل اور پروپیگنڈا؛ اور، فعال کارروائیوں کے سلسلے میں، حالت امن کے دوران ہر ایک کی قانونی حیثیت، جنگی حالات سے فطری طور پر مختلف ہوتی ہے۔ "جنگ کے وقت جاسوسی کا جواز یہ ہے کہ دشمن ریاست کی سرزمین یا حکومت کے احترام کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے خلاف کسی بین الاقوامی کنونشن کی کوئی شق بھی نہیں ہے۔ (7) تاہم، دور امن میں، یہ واضح ہے کہ کسی ریاست کی خود مختاری، لوگوں کی خود مختاری کا احترام کرنے کسی ریاست کو متاثر کرنے اور بین الاقوامی ذمہ داریاں ادا نہ کرنے سے اقوام متحدہ کا چارٹر، آرٹیکل 2 (4) منع کرتا ہے۔ اور ریاستوں پر طاقت کے استعمال یا اس کی دھمکی سے واضح طور پر روکتا ہے۔

5. Radson A.J., *The Unresolved Equation of espionage and International Law*, p. 596-623

6. Veronika Prochko, *The International Legal View of Espionage*, p. 2

7. Wright, Q., *The Legal Aspect of the U-2 Incident*, *The American Journal of International Law*, 1960, p. 836- 854

تاہم، اگر کسی خفیہ آپریشن میں یہ مذموم عنصر جیسے طاقت کے استعمال یا جارحیت، مسلح حملہ، مسلح حملہ میں حمایت و مدد کی دھمکی نہیں پائی جاتی، تو خفیہ کارروائیوں کا دوسرے زمرہ یعنی سیاسی کارروائی وغیرہ پر اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بلکہ، ایک مختلف قانونی مسئلہ سامنے آ جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 2 (1) میں "اس کے تمام ممبر ممالک کی خود مختاری مساوات کے اصول" کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بہر حال، قانون کا یہ تصور مختلف بین الاقوامی قانونی ماہرین کے مابین ایک مباحثہ کو جنم دیتا ہے کیونکہ غیر مسلح اور غیر جارحانہ کارروائیوں پر عدم مداخلت کا اطلاق قانون میں واضح نہیں ہے۔⁽⁸⁾ اس وضاحت کی کمی کو جزل اسمبلی کی قرارداد نمبر 2131 (xx) اس طرح حل کرتی ہے:

کسی بھی ریاست کو کسی بھی وجہ سے، کسی بھی ریاست کے اندرونی یا بیرونی معاملات میں، براہ راست یا بالواسطہ مداخلت کرنے کا حق نہیں ہے۔ نتیجتاً، مسلح مداخلت اور دیگر تمام اقسام یا ریاست کے تشخص کے خلاف یا اس کے سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی عناصر کے خلاف دھمکیاں دینے کی کوشش کی مذمت کی جاتی ہے۔⁽⁹⁾

بحث کو اٹھانے والا مسئلہ، وہ تناظر ہے جس کے تحت غیر قانونی مداخلت کے اصول کو سامنے لایا گیا ہے۔ اس قرارداد کے تحت دلیل دی جاسکتی ہے کہ اس میں تو صرف مسلح کارروائی کا ذکر ہے، غیر جارحانہ کارروائی کا تذکرہ نہیں ہے۔ تاہم قرارداد کے یہ الفاظ "all other forms of interference" کئی تشریحات کے دروازے کھولتے ہیں کہ ان کا کیا مطلب ہے۔

چند قانونی ماہرین کے مطابق 'مداخلت' میں 'جبر اور زبردستی' کا مفہوم پایا جاتا ہے جو کہ جو کہ خفیہ کارروائیوں میں ہمیشہ موجود نہیں ہوتا۔ ان کارروائیوں میں طاقت اور جارحیت کا عنصر نہیں ہوتا۔ جب کہ اقوام متحدہ کا چارٹر واضح طور پر مسلح مداخلت کی ممانعت کرتا ہے جو صرف جارحانہ کارروائی سے سامنے آتی ہے۔ اس سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ 1970ء میں ریاستوں کے لیے یہ تعریف آسان کام نہ تھا۔ کیونکہ اس تعریف کی روشنی میں خود کو ممکنہ طور پر محدود کرنا پڑے گا جس کے لیے وہ اس وقت تیار نہیں تھیں۔ اس کا ثبوت U-2 واقع ہے جو 1960ء میں پیش آیا۔ جب سوویت یونین میں ایک امریکی جاسوس طیارے کو گرایا گیا تھا۔ جب کہ سوویت یونین پر موثر انداز میں 'جاسوسی' کی گئی تھی۔ پھر بھی، بین الاقوامی برادری کی طرف سے اس غیر قانونی اقدام کی مذمت نہیں کی گئی تھی اور

⁸. Jackamo, T.J.I, *From The Cold war to The New Multilateral Order: The Evolution of Covert Operations and Customary International Law of Non-intervention*, Virginia Journal of International Law, 1992, p. 929-978

⁹۔ جزل اسمبلی، قرارداد نمبر: 2131 (xx)

اقوام متحدہ کے چارٹر 2 (4) اور جنرل اسمبلی قرارداد 2625 کی تشریح کے تحت اس کو جارحیت کے طور پر نہیں دیکھا گیا تھا۔⁽¹⁰⁾

تاہم چند سال بعد جنرل اسمبلی کی قرارداد نمبر 103 (1981ء) میں خود مختاری کے اصول پر ریاستوں کے سابقہ موقف میں تبدیلی نظر آئی۔ اس قرارداد میں سابقہ قراردادوں 2625 اور 3314 کے پس منظر میں عدم مداخلت کے اصول میں

"in any form or for any reason whatsoever" کسی بھی شکل میں یا کسی بھی وجہ سے 'کے جملے کو شامل کیا۔ اور درج ذیل صورتوں میں ریاستوں کے اعتماد کے مطابق عدم مداخلت کے اصول کو مزید وسعت دی جا رہی ہے۔

(ا) ریاستوں کی خود مختاری، سیاسی آزادی، علاقائی سالمیت، قومی اتحاد اور تمام ریاستوں کی سلامتی کے ساتھ ساتھ قومی شناخت اور ان کی عوام کا ثقافتی ورثہ۔

(ب) کسی ریاست کا، کسی بھی شکل میں بیرونی مداخلت، جبر، بغاوت، زبردستی، خطرے اور دھمکی کے بغیر، اپنے سیاسی، معاشی، ثقافتی اور معاشرتی نظام کا تعین کرنا، اپنے عوام کی مرضی کے مطابق بین الاقوامی تعلقات کا فروغ، قدرتی وسائل پر مستقل، آزادانہ اور خود مختارانہ استعمال کرنا ہے۔

(ج) ریاستوں اور عوام کا یہ حق ہے کہ وہ معلومات تک آزادانہ رسائی حاصل کر سکیں اور بغیر کسی مداخلت کے اپنے معلومات اور میڈیا کو مکمل طور پر ترقی دیں۔ اور اپنے سیاسی، معاشرتی، معاشی اور ثقافتی مفادات کو فروغ دینے اور جملہ انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے کے متعلقہ مضامین اور نئے بین الاقوامی انفارمیشن آرڈر کے اصولوں کے بارے میں انفارمیشن میڈیا کو استعمال کریں۔⁽¹¹⁾

یہ قرارداد عدم مداخلت کے اصول اور ریاستی خود مختاری کی قانونی تفہیم کے لئے اہم ہے۔ کیونکہ اگرچہ جنرل اسمبلی کی قراردادوں کے ذریعہ قانون تشکیل نہیں پاتا، لیکن قانونی اہمیت کا معاملہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی بین الممالک مکالمے کی تحریک کا بھی آغاز ہو جاتا ہے کہ کس طرح کچھ بدلنے تصورات کی تفہیم کو ابھارا جاسکتا ہے۔ ابھرتی ہوئی غیر مسلح خفیہ کارروائیوں کی قانونی حیثیت کو سمجھنے کے لئے، مداخلت، بغاوت، جبر و زبردستی اور دھمکی کا جداجدا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔ اس نوعیت کی خفیہ کارروائیوں کا سیاسی مقصد اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل

¹⁰ . Wright, Q., *The Legal Aspect of the U-2 Incident*, The American Journal of International Law, 1960, p. 836- 854

¹¹ . Resolution No. 36/103 General Assembly of the United Nations, 1981

2 (1) اور 2 (4) کی تشریح 36/103 کے تحت کسی ریاست کی خود مختاری کی خلاف ورزی ہے: مداخلت، یا تخریب "کسی بھی شکل" میں، ریاست کی خود مختاری اور عدم مداخلت کے اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔⁽¹²⁾ تاہم کچھ ماہرین کے مطابق خفیہ کارروائی کی قانونی حیثیت کا انحصار "مکمل طور پر اس (کارروائی) کی نوعیت" پر منحصر ہے۔⁽¹³⁾ یوں بین الاقوامی قانون کے تحت جائز ہونے کے لئے فعال کارروائیوں کی دیگر اقسام کے لئے ایک دروازہ کھلا رہ جاتا ہے۔ ٹریورٹن کے بقول فعال کارروائیوں کی آخری شکل پروپیگنڈا ہے۔⁽¹⁴⁾ جو نظریاتی طور پر ریاست کے چلتے رہنے میں رکاوٹ نہیں ڈالتا یا اس سے بظاہر سیاسی آزادی کی خلاف ورزی بھی نہیں ہوتی، جو مجموعی طور پر اس کی اجازت کے مترادف ہے۔ بہر حال، عدم مداخلت کے اصول پر جنرل اسمبلی کی قرارداد 36/103 کی تشریح لاگو کی جائے تو خفیہ پروپیگنڈا کسی بھی ریاست کے میڈیا اور اطلاعات کے نظام بطور خاص معیشت، ثقافت اور سیاست کے عالمی حق کی خلاف ورزی ہے۔ مذکورہ قرارداد کے الفاظ "in any form" میں پنہاں عدم مداخلت کے اصول کی تفہیم میں، فعال کارروائیوں کی اس تیسری اور آخری شکل میں سنجیدہ نوعیت کے مضمرات موجود ہیں۔ اس سے قطع نظر کہ اس کے طریقے اور مقاصد کیا ہیں، اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 2(1) کے ذریعے محفوظ خود مختاری کی خلاف ورزی کے لیے بظاہر پروپیگنڈا کو ریاستوں نے تسلیم کر رکھا ہے۔ یہ اس لحاظ سے ہے کہ اگرچہ خود مختاری کی اس تعریف میں کوئی توثیق شدہ توسیع نہیں ہے، لیکن اس کے دائرہ کار کے بارے میں ریاستوں کی رائے زیادہ پابندی والی گفتگو اپنانے لگی ہے۔

جاسوسی کا دوسرا جزء، خفیہ انٹلیجنس، بین الاقوامی قانون میں اپنی قانونی حیثیت سے متعلق خاصی مقدار میں متضاد لٹریچر موجود ہے۔ لیکن انٹیلی جنس جمع کرنے کی ایک ناقابل تردید خصوصیت یہ ہے کہ اسے ایک مجرمانہ عمل کے طور پر ملکی و ریاستی قانون کے تحت دیکھا جاتا ہے۔⁽¹⁵⁾ تاہم، بین الاقوامی قانون میں، صرف انسانی جاسوسی کی قانونی حیثیت سے جڑے امور بہت زیادہ مباحثے کا شکار ہیں۔ جو عام طور پر جاسوسی کی قانونی حیثیت سے متعلق تین مکاتب، اول: جاسوسی کے حامی، دوم: جاسوسی کے مخالفین مخالف اور سوم: جاسوسی کے متعلق غیر جانب دار کی وضاحت کرتا ہے۔

جاسوسی کے عدم جواز کے دلائل

¹² . Veronika Prochko, *The International Legal View of Espionage*, p. 4

¹³ . Forcese, C. *Pragmatism and Principle: Intelligence Agencies and International Law*, Virginia Law Review, 2016, p. 67-84

¹⁴ . Treverton, G. F., *Covert Action: The C.I.A. and the Limits of American Intervention in the Postwar world*, I.B. Tauris & Co Ltd- London, 1988

¹⁵ . Geoffery B. Demarest, *Espionage in International Law*, 24 Denv. J. Int'l L. & Pol'y, 321 (1996)

وہ قانون دان جو انسانی جاسوسی کو غیر قانونی قرار دیتے ہیں، اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 2 (4) کے الفاظ "territorial integrity" سے اس کے عدم جواز کا استدلال کرتے ہیں۔ اس موقف کے ایک زبردست علمبردار Quench Wright ہیں، جن کے بقول: "کسی بھی ریاست کے ایجنٹوں کے ذریعہ کسی دوسری ریاست کے مقامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کی حدود میں داخل ہونا، بین الاقوامی قوانین کی بھی خلاف ورزی ہے جو ریاستوں پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ دوسری ریاستوں کی علاقائی سالمیت اور سیاسی آزادی کا احترام کرے (16)۔"

Wright نے یہ بات جنرل اسمبلی کی قرارداد 103/36 سے پہلے کہی کہ کسی ریاست کی علاقائی سالمیت اور سیاسی آزادی کی خلاف ورزی طاقت کے استعمال یا دھمکی سے بالاتر ہے۔

Ingrid Delupis بھی اس موقف کی تائید میں کہتے ہیں کہ معلومات بذریعہ انسانی انٹیلیجنس جمع کرنے سے علاقائی سالمیت کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر کوئی غیر ملکی طاقت دوسری ریاست کی حدود کے اندر ایجنٹ بھیجتی ہے تو یہ حالت امن میں بھی بین الاقوامی قانون کے تحت غیر قانونی ہے۔ مختصر آہی کچھ انسانی جاسوسی کو درکار ہوتا ہے۔ (17)

ان دونوں ماہرین کے نزدیک کسی ایجنٹ کا کسی دوسری ریاست میں جانا جنرل اسمبلی کی قرارداد کے عدم مداخلت کے اصول کے خلاف ہے۔

تاہم، اس موقف کے مخالفین کے بقول، اگر انسانی جاسوسی اتنی ہی زیادہ غیر قانونی تھی تو عالمی برادری اس کی واضح مذمت کرتی۔ علاقائی سالمیت کی خلاف ورزی پر مبنی انسانی جاسوسی کے ذخیرے کی بین الاقوامی بحث کے فقدان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قانون اتنا سخت نہیں ہے کہ اقوام متحدہ کے چارٹر اور جنرل اسمبلی کی قرارداد 103/36 میں بیان کردہ جارحانہ زمرے میں آسکے۔ دوسرے ماہرین، انسانی جاسوسی کے خلاف احتجاج کی کمی کو اس کے مبہم جواز کے طور پر دیکھتے ہیں۔ (18)

جاسوسی کے عدم جواز کے قائلین علاقائی سالمیت سے متعلق قوانین کو بنیاد بناتے ہیں۔ وہ علاقائی سالمیت، مختارانہ مساوات، عدم مداخلت، ریاستوں کے درمیان دوستانہ تعلقات اور تعاون سے متعلق اصول؛ سفارتی اور توصلر گفت و شنید کی ناقابل تسخیریت؛ ریاستی استثنیٰ اور جائیداد کی مخصوص اقسام پر ریاستی ملکیت کے حقوق؛ پرامن

16 . Wright, Q., *The Legal Aspect of the U-2 Incident*, The American Journal of International Law, 1960, p. 836- 854

17. Delupis, I., *Foreign Warships and Immunity for Espionage*, the American Journal of International Law, 1984, p. 53-75

18 . McDougal, M. S., Lasswell, H. D. and Reisman, W. M., *The Intelligence Function and World Public Order*, Faculty Scholarship Series, 1973, p.365-448

طریقوں سے تنازعات کو حل کرنے کے لیے ریاستوں کی نیک نیتی کی ذمہ داریاں؛ تجارتی راز اور املاک، دانش کا بین الاقوامی تحفظ؛ بعض بین الاقوامی چیزوں کے استعمال سے متعلق کچھ ضوابط (پانی، فضائی حدود، بیرونی جگہ، اور ساہرا اسپیس) بین الاقوامی ٹیلی کمیونیکیشن قانون؛ اور رازداری کا بین الاقوامی انسانی حق وغیرہ جیسے قوانین کی موجودگی کا سہارا لے کر جاسوسی کی ممانعت کی راہ تلاش کرتے ہیں۔ تاہم، یہ جستجو اب تک بے سود رہی ہے، کیونکہ قائلین عدم جواز بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ ریاستوں نے امن کے وقت کی جاسوسی اور اہمیت کو کھلے عام یا خاموشی سے قبول کیا ہے۔⁽¹⁹⁾

Asaf Lubin تو جاسوسی کے عدم جواز کے نکتہ نظر کو خام خیالی تصور کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک جاسوسی کے مانعین جاسوسی پر مکمل پابندی کا مطالبہ کرتے ہوئے اس کے تمام مرؤبہ طرق کی قبولیت سے انکار کرتے ہیں۔ گویا مانعین، بین الاقوامی قانون میں جاسوسی کے عدم جواز والے قوانین سے مفروضہ نمائندگی نظر کی ترجمانی کرتے ہیں جو کہ ان کے خیال میں اعلیٰ اخلاقی معیارات کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ تاہم، ایسا کرنے سے، وہ امن کے وقت کی جاسوسی کے اندر کچھ عملی محدود خطوط اور ضوابط تیار کرنے کے حقیقی مشکل چیلنج میں شامل ہونے سے گریز کرتے ہیں۔⁽²⁰⁾

بین الاقوامی قانون میں انسانی جاسوسی کے جواز کے قائلین اور ان کا استدلال:

بین الاقوامی تعلقات کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ ریاستیں اپنے مفادات اور مقاصد کے حصول کے لیے اپنی متعلقہ طاقت کے مطابق ایک دوسرے کی جاسوسی کرتی ہیں۔ مگر اس طرز عمل کے باوجود ابھی تک عالمی سطح پر نہ تو جاسوسی کو خوش دلی سے قبول کیا جاتا ہے اور نہ ہی جاسوسی کے عالمی تعاون اور فوائد کی طرف مناسب توجہ دی گئی ہے۔

انسانی جاسوسی کے جواز کے قائلین اس عمل کو علاقائی سالمیت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کا دعویٰ ہے کہ یہ قومی سلامتی اور بالآخر قیام امن کے لئے ضروری ہے۔⁽²¹⁾

یہ استدلال قدرے مضبوط ہے کیونکہ یہ نتیجتاً، مستقل ذاتی تحفظ کے معیار کو بہتر بناتا ہے۔

جاسوسی کے جواز پر لکھی گئی کتب اور مواد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قائلین جواز جاسوسی کو داخلی و خارجی اور عالمی سلامتی کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں: Baker نے جاسوسی کے جواز کے سلسلہ میں عملیت پسندی کا نکتہ نظر پیش کیا ہے۔ اس کے مطابق: حقیقت پسندی کے برعکس، بین الاقوامی تعلقات کا عملی نظریہ عالمی جاسوسی کے فوائد کی جامع وضاحت کرتا ہے۔ عملیت پسند نکتہ نظر کے مطابق، ریاستیں انفرادی داخلی ذمہ داریوں کو مؤثر طریقے سے

¹⁹ . Lubin, Asaf, *Espionage as a Sovereign Right under International Law and its Limits*, 2016, Articles by MaurerFaculty. 2911, p. 22-23

²⁰ . Ibid, p 23

²¹ . Sulmasy. G. and yoo. J. *Counterintuitive: Intelligence Operations and International Law*, 28: 3, p. 625-638

پورا کرنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر تعاون کرتی ہیں۔ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ خلفشار کو کم کر کے، ریاستیں زیادہ سے زیادہ وسائل قومی بہبود کے لیے خرچ کر سکتی ہیں۔ نیز، بین الاقوامی تعاون ایسے حالات اور مواقع پیدا کر کے داخلی بہبود کو بڑھاتا ہے جس سے تجارت، ماحولیات، اور دیگر فعال شعبہ جات کو فائدہ ہوتا ہے جن کا حصول کسی واحد ریاست کی کاوشوں سے ممکن نہیں۔⁽²²⁾

بین الاقوامی تعلقات کا عملی پہلو تو یہی ہے کہ ریاستیں باہمی تعاون کے ذریعے پر امن بقائے باہمی حاصل کرتی ہیں۔ عملیت پسندوں کے مطابق عالمی امن کی طرف پہلا قدم نمایاں اور فعال سرگرمیوں کے اندر بین الاقوامی تعاون کو آسان بنانا ہے۔ قومی سلامتی کی پالیسی کے تناظر میں عملیت پسند بیٹھن گوئی کرتے ہیں کہ ریاستی سلامتی کی سرگرمیوں میں بین الاقوامی تعاون پر امن تعلقات کو فروغ دے گا۔

جاسوسی، عملی طور پر ریاستوں کو نہ صرف اس بات کی تصدیق کی اجازت دیتی ہے کہ ان کے پڑوسی ملک بین الاقوامی ذمہ داریوں کی تعمیل کر رہے ہیں، بلکہ ان یقین دہانیوں کی قانونی حیثیت کی تصدیق بھی کرتے ہیں جو ان کے پڑوسی فراہم کرتے ہیں۔ یوں ریاستیں مختلف فعال خطوط پر تعاون کرنے کے لیے زیادہ تیار رہتی ہیں کیونکہ جاسوسی ایک ایسے آلے کے طور پر دستیاب ہوتا ہے جس کے ذریعے غیر ملکی رویے کی نگرانی کی جا سکتی ہے۔

Baker کا دعویٰ ہے کہ انسانی جاسوسی کسی ریاست کے اپنے دفاع کے حق کے لیے ایک ناقابل تردید عنصر ہے۔ اور یہ کہ دور جدید میں تباہ کن جوہری ہتھیار اور دہشت گردی کی غیر متوقع صلاحیت، ایٹمی جنس کو اس حق کی اجازت دیتی ہے۔⁽²³⁾

اس زاویہ فکر کے ساتھ ایک مسئلہ یہ ہے کہ پائیدار ذاتی تحفظ کا حق صرف اس وقت محفوظ ہوتا ہے جب کسی مسلح حملہ کا تدارک کسی دوسرے طریقہ سے ناممکن ہو۔ اور یہ کہ الزام سے بچنے کے لیے انسانی جاسوسی معتبر اور مستقل ہو۔⁽²⁴⁾ تاہم، کسی ریاست کو فوری خطرہ کے وقت حملہ سے روکنا، ریاست کے حق دفاع کے استعمال کی براہ راست خلاف ورزی ہے: انسانی ایٹمی جنس ریاستوں کو امکانی خطرات کے بارے میں جان کاری کے ساتھ خود کو تیار کرنے اور ان کی حفاظت کرنے کی اجازت دیتی ہے۔⁽²⁵⁾

22 . Baker, C. D., *Tolerance of International Espionage: A Functional Approach*, American University of Law Review, 2004, p. 1092

23 . Baker, C. D., *Tolerance of International Espionage: A Functional Approach*, American University of Law Review, 2004, p. 1091-1113

24 . Wright, Q., *The Legal Aspect of the U-2 Incident*, The American Journal of International Law, 1960, p. 836- 854

25 . Baker, C. D., *Tolerance of International Espionage: A Functional Approach*, American University of Law Review, 2004, p. 1091-1113

بالکل اسی طرح اپنے دفاع کے لیے طاقت کے استعمال کی دلیل کے ساتھ یہ ریاست پر منحصر ہے کہ وہ کسی دیرینہ خطرے، ارادے اور اقدام کو جواز پیش کرنے کی صلاحیت قائم کرے کہ غیر ملکی ایجنٹوں کی سرگرم جاسوسی اور مداخلت سے اس کے ملکی قانون کی خلاف ورزی کا ارتکاب ہو۔⁽²⁶⁾

بہر حال، خود دفاعی کا تصور اب بھی بین الاقوامی قانون کے ابھر رہا ہے۔ اور یہ ایک انتہائی متنازعہ مسئلہ ہے۔ یہ سوال اپنی جگہ اب بھی برقرار ہے کہ کیا خود دفاعی علاقائی مداخلت کا جواز ہو سکتا ہے؟

جاسوسی کے جواز کے قائلین کے مطابق جاسوسی کی ایک بھرپور تاریخ ہے جو زمانہ قدیم سے مستقل چلی آرہی ہے۔ دنیا کے تمام خطوں میں جاسوسی کا استعمال ہوتا رہا۔ اس لیے جاسوسی کی تاریخی قبولیت ہی اس کے جواز کی بنیاد ہے۔ اس لیے جاسوسی کو اب "رواج" کی حیثیت حاصل ہے۔ اور "Custum" یعنی رواج، بین الاقوامی قانون کے مصادر میں سے ایک اہم مصدر ہے۔⁽²⁷⁾

عملیت پسند نظریہ کے مطابق جاسوسی پر امن بقائے باہمی کا بہترین آلہ ہے۔ اسی کے ذریعہ کسی معاہدہ کے شرکاء باہمی تعاون کے رویوں پر نظر رکھ سکتے ہیں۔ کسی میزائل تجربہ کے وقت ایک دوسرے کا باخبر رکھ سکتے ہیں۔ یا کوئی ریاست دوسری ریاست کے کسی خطرناک تجربہ کے وقت اپنے حفاظتی اقدامات کر سکتی ہے۔ اسی معاہدات کی یقین دہانیوں، معاہدات کی تعمیل اور ریاستوں کے درمیان اعتماد کو فروغ دینے میں بھی جاسوسی اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ عملیت پسند نکتہ نظر میں جاسوسی ریاستوں کے مابین با مقصد مذاکرات کی راہ ہموار کر سکتی ہے۔ جاسوسی کے باعث کوئی ریاست یہ سمجھ سکتی ہے کہ اس کی پڑوسی ریاست کے خدشات اور سیکیورٹی ضروریات کیا ہیں۔ اسی طرح حلیف اور حریف ریاست کے نکتہ ہائے نظر کو بہتر طور پر سمجھ کر اپنا موقف اور بیانیہ طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ خفیہ معلومات کی بناء پر کوئی ریاست بہتر سیاسی فیصلہ جات کر سکتی ہے۔ امن دنیا کی ہر ریاست کی خواہش ہے۔ جاسوسی، حصول امن اور عالمی معاہدات امن کی تعمیل میں معاون ثابت ہوتی ہے۔⁽²⁸⁾

Asaf Lubin زمانہ امن کے کی جاسوسی کے بین الاقوامی قانون پر علمی بحث کے لیے ایک متبادل طریقہ تجویز کرتے ہیں۔ مزید برآں، ان کا استدلال یہ ہے کہ جاسوسی کو خود مختاری کے حق کے طور پر تسلیم کرنے سے، جو کہ خصوصی طور پر خود مختار ممالک کو دی گئی طاقت ہے، ہم آخر کار اس قابل ہو جائیں گے کہ جاسوسی کے

²⁶ . L.V. Scott and P.D. Jackson, *Understanding Intelligence in Twenty-First Century, Journey in Shadows*, Taylor and Francis Routledge- London, 2004, p. 1-28

²⁷ . Beth M. Polebaum, *National Self Defence in International Law: An Emergence Standard for a Nuclear Age*, 59 N.Y.u. Rev. 187, 1984, p. 194

²⁸ . Baker, C. D., *Tolerance of International Espionage: A Functional Approach*, American University of Law Review, 2004, p. 1102-1109

قانونی ہونے کے بارے میں مفلوج بحث سے ہٹ کر با معنی ضابطوں کا مسودہ تیار کرنا شروع کر دیا جائے کہ ریاستوں کو جاسوسی کا حق حاصل ہے۔⁽²⁹⁾

جاسوسی بطور خود مختار نہ حق کی تاریخی جہات

بین الاقوامی قانون کی بنیادوں میں سے ایک ریاستوں کی قانونی اداروں کی حیثیت سے حقوق اور فرائض، دونوں کے علمبردار ہونے کی صلاحیت ہے۔ پروفیسر اور سفارت کار فلپ مارشل براؤن نے ایک بار استدلال کیا تھا کہ ریاستوں کو حاصل حقوق میں سے "بین الاقوامی قانون کی ٹھوس چٹان" ریاستوں کا وجود و بقا کا حق ہے، جسے انہوں نے "تمام چھوٹی بڑی ریاستوں کے درمیان الگ قانونی وجود و بقا باہمی ضمانت کے طور پر بیان کیا تھا تاکہ وہ آرزوؤں اور منازل کا تعین کر سکیں۔"⁽³⁰⁾

عالمی عدالت انصاف نے ایٹمی ہتھیاروں سے متعلق اپنی ماہرانہ رائے میں ہر ریاست کی "بقا کے بنیادی حق" کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ اپنا دفاع ہر ریاست کا بنیادی حق ہے جب اس کی بقا خطرے میں ہو۔

یقیناً، جتنا بنیادی حق ایک خود مختار ریاست کی بقا، دفاع اور ان جیسے دیگر حقوق ہیں، ویسا ہی ایک حق جاسوسی ہے۔ جیسا کہ عظیم چینی ماہر حرب و جنگ سن زونے چھٹی صدی میں اپنی کتاب 'آرٹ آف وار' میں کہا تھا کہ یہ وہ علم ہے جو صرف اور صرف جو اسیس کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے جو کسی دانش مند ریاست کو عام انسانوں کے مقابل بہت بلندی کے قابل بناتا ہے۔ اور یہی بات سلجوقی وزیر اعظم نظام الملک نے گیارہویں صدی میں کہی کہ "ایک خود مختار کے لیے جاسوسی ناگزیر ہے" کہ جو کچھ اس کے نزدیک اور دور ہو رہا ہے وہ سب کی معلومات جمع کرے۔ ان دانشوروں کے اقوال بہت منطقی ہیں۔ کیونکہ جہاں تک ایک خود مختار کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے، اس حق کو اس کے وجود کو لاحق تمام ممکنہ خطرات کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنے کے لیے بنیادی آزادی کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ اس طرح کے خطرات کو عملی شکل دینے سے پہلے مؤثر طریقے سے ناکام بنایا جاسکے۔⁽³¹⁾

Asaf Lubin کے بقول: "مرو زمانہ کے ساتھ، یورپی نشاۃ ثانیہ کے زمانہ میں جاسوسی کو "عبادت" تک کا درجہ دیا گیا۔ اس زمانہ کے مشہور و معروف فلسفی سرفرانسس بیکن نے دلیل دی کہ انسان کی بنیادی ترین خود مختاری "علم میں پوشیدہ ہے۔" بیکن نے 'نیو اٹلانٹس' میں ان معلومات کی تعریف کی ہے جو دریافت کنندگان اور جو اسیس کے ذریعہ بادشاہوں کو

²⁹ . Lubin, Asaf, *Espionage as a Sovereign Right under Internatioinal Law and Its Limits*, 2016, p. 23

³⁰ . Phillip Marshall Brown , *The Rights of States under International Law* , 26(2), Yale L.J. 85, 1916, p. 86-87

³¹ . Lubin, Asaf, *Espionage as a Sovereign Right under Internatioinal Law and Its Limits*, 2016, p. 23

روانہ کی گئیں۔ لیکن نے لکھا: "انہیں (جو اسپیس کو) زبانوں، کتابوں اور ہر اس شے کا علم ہونا چاہیے جو ان سے بہت دور وقوع پزیر ہو رہی ہوں۔" (32)

نیوٹن 1627ء میں شائع ہوئی۔ یعنی Westphalia (33) کے معاہدہ امن سے صرف اکیس سال پہلے، جس کے بعد جدید یورپی ریاستوں کی بنیاد پڑی۔ اس زمانہ میں خود مختار انہ حقوق نے منظم شکل و صورت اختیار کرنا شروع کی تھی۔ چنانچہ جاسوسی کو تخت کے تحفظ اور خدمت کے لیے استعمال کیا گیا اور اس کے نتیجہ میں جاسوسی نے منفرد خصوصیات کے ساتھ ترقی کرنا شروع کی۔

Asaf Lubin کے مطابق (1879-1918) Hohfeld (34) کی اصطلاحات و نظریات (35) میں جاسوسی کے حق کو خصوصی حق آزادی (Privilege) کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے نہ کہ باقاعدہ حق کے طور پر۔ بالفاظ دیگر خود مختار 'الف' کے جاسوسی کے حق میں خود مختار 'ب' پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ وہ خود مختار 'الف' کو کامیابی سے ایسا کرنے کی اجازت دے یا اس کے قابل بنائے۔ جاسوسی کا اس نوعیت کا حق آزادی آج بھی موجود ہے اور جاسوسی کے خلاف داخلی قوانین میں اس کی ممانعت موجود ہے۔ اور اس کے خلاف دنیا کی بہت سی قوموں نے اپنے فوجداری قوانین بنا رکھے ہیں۔ لہذا اس بات پر زور دینا بہت ضروری ہے کہ زیادہ تر ریاستی داخلی نظاموں میں جاسوسی کے خلاف

32. Lubin, Asaf, *Espionage as a Sovereign Right under Internatioinal Law and Its Limits*, 2016, p. 23-24

یہ دو امن معاہدوں کا مشترکہ نام ہے۔ جس پر اکتوبر 1948ء میں دستخط ہوئے۔ اس امن معاہدہ کے تحت سلطنت روما میں 1918ء تا 1948ء تک جاری رہنے والی 33 تیس سالہ جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اس جنگ میں تقریباً سی لاکھ انسان لقمہ اجل بنے۔ اس معاہدہ کے شرکاء میں رومن بادشاہ فرینڈس سوم، رومن ملکہ، فرانس، سویڈن اور ان کے حلیف شامل تھے۔

34. آپ کی تالیف کا نام Wesley Newcomb Hohfeld ہے۔ آپ ماہر قانون اور امریکی شہری تھے۔ آپ کا پورا نام Fundamental Legal Conceptions as Applied in Judicial Reasoning and Other Legal Essays ہے۔ ان کی مختصر زندگی میں قانون کے جائزوں پر مشتمل چند مضامین شائع ہوئے۔ ان کی موت کے بعد "بنیادی قانونی تصورات" کی بنیاد بنانے والا مواد ان (1919) لاء جرنل میں 1913ء اور 1917ء میں شائع ہوئے، جن کی طویل شکل میں اشاعت کی امید پر جزوی نظر ثانی کی گئی تھی۔ نظر Yale کے دو مضامین سے اخذ کیا گیا۔ جو کے چھوڑے ہوئے مخطوطہ جات کے علاوہ سات دیگر مضامین کے ساتھ شائع کیا گیا۔ آپ کے کام Hohfeld ثانی کی تکمیل کے لیے ادارتی کام شروع ہوا اور کتاب کو کو حقوق کی نوعیت اور آزادی کے مضمرات کی جدید تفہیم میں ایک موثر نظریہ کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

35. کا تجزیہ متماثل و ارتطالی اور متضاد کے استعمال پر مبنی ہے۔ وہ حقوق، مراعات، اختیارات اور استثنیٰ کو جدا کرنے کی تجویز پیش کرتا ہے۔ کیوں یہ تمام Hohfeld۔ تصورات مختلف قانونی فرائض کے ساتھ الگ الگ قانونی مفادات پر مبنی ہیں۔ یہ امتیاز ان فرائض پر مبنی ہے جو یہ مفادات دوسرے افراد یا اداروں پر رکھتے ہیں۔ اس نظریہ کو ڈائیگرام میں یوں بیان کیا جاتا ہے

Jural Opposites	{	right no-right	privilege duty	power disability	immunity liability
Jural Correlatives	{	right duty	privilege no-right	power liability	immunity disability

ان جدید فوجداری پابندیوں کا وجود کسی بھی طرح بین الاقوامی سطح پر آزادی کے حق کے طور پر جاسوسی کے حق کے متوازی وجود کے ساتھ تصادم کا باعث نہیں ہے۔⁽³⁶⁾

حق جاسوسی کی دوسری امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یورپی نشاۃ ثانیہ کے دوران جاسوسی خود مختاروں کی طرف سے یا ان ہی کی ایما پر کی جاتی تھی۔ صرف صاحب تاج کے پاس غیر ملکی ضروری معلومات کو مؤثر طریقے سے جمع کرنے کے لیے جاسوسوں کے پیچیدہ نیٹ ورک قائم کرنے کی صلاحیت اور ذرائع ہوتے تھے۔ اس وقت کے جاسوس سفیروں کی صورت میں ہوتے تھے جو دراصل اپنے حکمران کی خدمت پر مامور ہوتے۔ وہ اکثر کچھ سفارتی احسانات، مثلاً شاہی معافی، مقامی تجارتی تنازعات کا حل، یا عدالتی معافی کے بدلے معلومات کا تبادلہ کرتے۔ یہ سفیر کبھی کبھار رشوت لینے سے بھی نہیں شرماتے تھے، اکثر اوقات اپنی جیب سے ادا کرتے تھے۔ ان ادا بیگیوں کو سفارتی ملازموں کی سرمایہ کاری کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ ان جو اسپیس میں سے ہر ایک اپنے حریف کے ساتھ یہ جانتے ہوئے مقابلہ کرتا تھا کہ قابل قدر معلومات پر عزت اور منصب سے نوازا جائے گا۔ چنانچہ جو اسپیس اور ان کے آقاؤں نے جاسوسی کو ایک موروثی اور آزاد تجارت کے طور پر دیکھا۔ جہاں بادشاہت ایک بازار ہے اور قیمتی معلومات ایک کرنسی ہے۔⁽³⁷⁾

Westphalia معاہدہ میں خود مختار حق جاسوسی کی تیسری خصوصیت یہ تھی کہ یہ اس کا دائرہ کار اور رسائی کسی بھی طرح محدود نہیں تھی۔ ہر کوئی اور ہر چیز، ایک جائز ہدف تھا۔ لوگوں یا سرگرمیوں کے زمرے کی کوئی تعریف نہیں تھی جن پر نگرانی کی جاسکتی ہے یا نہیں کیونکہ تمام معلومات تاج کے مفادات کو پورا کر سکتی تھیں۔⁽³⁸⁾

جاسوسی کا خود مختار حق اور بین الاقوامی قانون

عالمی عدالت انصاف کے جج Philip C. Jessup نے 1946ء میں اپنی کتاب "A Modern Law of Nations" میں لکھا:

Sovereignty, in its meaning of an absolute, uncontrolled state will, ultimately free to resort to the final arbitrament of war, is the quick-sand on which the foundations of traditional international law are built. Until the world achieves some of form of international government in which a collective will takes precedent over the individual will of the sovereign state, the ultimate function of law, which is the elimination of force for the resolution of human conflicts, will not be fulfilled. Like the legal attribute of equality, the function of sovereignty as a legal concept was to protect the state in a world devoid of any alternative to self-protection. The gradual development of adequate modernized law and organization should provide such an alternative... Once it

³⁶ . Lubin, Asaf, *Espionage as a Sovereign Right under Internatioinal Law and Its Limits*, 2016, p. 24

³⁷ . Ibid

³⁸ . Ibid

is agreed that sovereignty is divisible and that it therefore is not absolute, various restrictions on and relinquishments of sovereignty may be regarded as normal and not stigmatizing. ⁽³⁹⁾

ایک مطلق اور آزاد ریاست جو جنگ کے حتمی ثالثی کے لیے واقعتاً آزاد ہو، کے معنی میں، خود مختاری، وہ دلدل ہے جس پر روایتی بین الاقوامی قانون کی بنیادیں استوار ہیں۔ جب تک دنیا بین الاقوامی حکومت کی کوئی ایسی شکل حاصل نہیں کر لیتی جس میں ایک اجتماعی مرضی کسی خود مختار ریاست کی انفرادی مرضی پر مقدم ہو، قانون کا حتمی کام جو کہ انسانی تنازعات کے حل کے لیے طاقت کا خاتمہ ہے، پورا نہیں ہو گا۔ مساوات کے قانونی وصف کی طرح، ایک قانونی تصور کے طور پر خود مختاری کا کام ایک ایسی دنیا میں ریاست کی حفاظت کرنا تھا جو خود تحفظ کے کسی متبادل سے خالی ہو۔ مناسب جدید قانون کی بتدریج ترقی کو ایسا متبادل فراہم کرنا چاہیے... ایک بار جب اس بات پر اتفاق ہو جاتا ہے کہ خود مختاری قابل تقسیم ہے اور اس لیے یہ مطلق نہیں ہے، تو خود مختاری پر مختلف پابندیوں اور اس سے دستبرداری کو معمول سمجھا جا سکتا ہے اور یہ بدنامی نہیں ہے۔

بیان شدہ نکتہ نظر کے بعد بین الاقوامی سیاست میں دو بڑی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جنہوں نے خود مختاری کے نظریے کے منظر نامے کو تبدیل کر دیا ہے۔ پہلی تبدیلی دوسری جنگ عظیم کے بعد وقوع پزیر ہوئی جس کے اختتام پر اقوام متحدہ کے چارٹر اور اس میں طاقت کے استعمال کی ممانعت اور عدم مداخلت کے اصول وضع ہوئے۔ دوسری تبدیلی سرد جنگ کے اختتام پر واقع ہوئی۔ انفرادی انسانی حقوق کی بالادستی کے عروج کی روشنی میں بین الاقوامی سلامتی کے نظام کے مقاصد کی از سر نو ترتیب کے ساتھ آئی۔ خود مختاری اور جاسوسی کے درمیان فطری تعلق کو دیکھتے ہوئے، جیسا کہ اب تک بیان کیا گیا ہے، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہونی چاہیے کہ ان دو بڑی تبدیلیوں نے بھی جاسوسی کے خود مختارانہ فطرتی کردار کو بھی متاثر کیا ہے۔

پہلی بڑی تبدیلی کے اثرات پر کیا تبصرہ کیا جا سکتا ہے جو کہ چارٹر کے مسودہ سازوں کے ذریعہ تیار کردہ ایک نئے ورلڈ آرڈر کی تشکیل نو سے متعلق ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ چارٹر کے مطابق کسی ریاست کے خلاف طاقت کے استعمال اور اس کے معاملات میں مداخلت پر پابندی سے جاسوسی کے حق پر صرف معمولی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ درحقیقت، چارٹر کے آرٹیکل 2(4) اور 2(7) کو آرٹیکل 51 میں درج انفرادی دفاع کے موروثی حق کی روشنی میں پڑھا جانا چاہیے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، اس لحاظ سے خفیہ معلومات جمع کرنا ریاست کے وجود کے حق کا نتیجہ ہے۔ "اس لیے اپنے حق دفاع اور روایتی قانون بین الاقوام کی طرف سے عطا کردہ پیشگی اور مستقل حق دفاع کو خاص اہمیت دینا ضروری ہے۔ یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ممکنہ خطرات سے متعلق پیشگی اطلاع کے بغیر مناسب دفاعی

³⁹ . Phillip C. Jessup, *A Modern Law of Nations*, The macmillan Company, 1946, New York, p.2

تیاری ممکن نہیں ہے۔" (40) اس طرح جاسوسی کے خود مختار حق کو اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 51 کو عالمی سلامتی کے ڈھانچے میں پڑھا جا سکتا ہے۔

یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ بین الاقوامی برادری کے مفاد میں ہے کہ وہ قانونی جاسوسی پر کم پابندی لگائے اور ریاستوں کو غیر ملکی انٹیلیجنس کی نسبتاً آزادانہ طور پر جمع کرنے کی اجازت دے۔ اپنے پہلے سٹیٹ آف دی یونین خطاب میں، صدر جارج واشنگٹن نے کہا کہ: "جنگ کے لیے تیار رہنا امن کے تحفظ کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔" جب ریاستی پالیسی سازوں کو ان کے مخالفین کی جانب سے لاحق خطرات کی سطحوں اور اقسام کے بارے میں درست معلومات فراہم کی جاتی ہیں، تو وہ اپنے منصوبوں اور صلاحیتوں کے ساتھ اپنے رد عمل کی درست سمت متعین کرنے کے قابل ہوں گے۔ درحقیقت، "عصری عالمی سلامتی کی کلید اعلیٰ ترین اشرافیہ کے لیے انٹیلی جنس کا ایک قابل اعتماد اور مسلسل بہاؤ ہے۔" (41) جاسوسی لیڈروں کے "ذہنی سکون" کو یقینی بنانے کا ایک ذریعہ بن جاتی ہے اور پرامن ذہن کے ساتھ ایک پرامن خارجہ پالیسی آتی ہے۔ اس طرح جاسوسی کو بین الاقوامی برادری کا ریلیف والو سمجھا جانا چاہیے، جو نظام میں دباؤ کو کنٹرول کرنے اور اسے محدود کرنے میں مدد کرتا ہے، جو بصورت دیگر ممکنہ تنازعات کو جنم دے سکتا ہے۔ (42)

بعض جدید معاہدوں میں ریاستوں پر ایک مثبت ذمہ داری بھی عائد کی ہے کہ وہ دو طرفہ یا کثیر جہتی طور پر، عوامی عالمی نظام کے استحکام کے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے انٹیلی جنس کو معمول کے مطابق اکٹھا کریں اور شیئر کریں۔ مثال کے طور پر امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان ایٹمی سیلسٹک میزائل سسٹمز کی حد بندی پر 1972ء کا معاہدہ موجود ہے۔ معاہدہ کی دفعہ XII میں فریقین نے اس پر اتفاق کیا کہ "اس معاہدے کی دفعات کے ساتھ یقین دہانی یا تعمیل فراہم کرنے کے مقصد کے لیے، ہر فریق، بین الاقوامی قانون کے تسلیم شدہ اصولوں سے ہم آہنگ، اپنے اختیار میں تصدیق کے قومی تکنیکی ذرائع کا استعمال کرے گا۔ اسی طرح کے انٹیلی جنس جمع کرنے کے انتظامات کو اسٹریٹجک اسلحہ کی حدود اور تخفیف کے معاہدوں میں متعارف کرایا گیا تھا۔

بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ دو طرفہ انٹیلی جنس اکٹھا کرنے کے انتظامات اس وجہ کا حصہ تھے کہ سرد جنگ دو سپر طاقتوں کے درمیان مکمل طور پر جوہری تنازعہ میں تبدیل نہیں ہوئی۔ اس کی ایک کثیر الملکی مثال یہ ہے کہ 1997ء کے دہشت گرد بم دھماکوں کو دبانے کے بین الاقوامی کنونشن کے آرٹیکل 15(b) کے تحت

40 . Roger D. scott, *Territorially Intrusive Intelligence Collection and International Law*, 46 Air Force L.Rev 217, 1999, p. 224

41 . Myres S. McDougal, Harold D.Lasswell, & W. Michael Reisman, *The Intelligence Function and World Public Order*, 46 Temp. L.Q. 365, 1973, p. 434

42 . Lubin, Asaf, *Espionage as a Sovereign Right under Internatioinal Law and Its Limits*, 2016, p. 26

ذمہ داریوں پر غور کیا جائے جو ریاستی فریقوں سے ایک بار پھر بعض دہشت گردی کی بعض اقسام کے بارے میں درست اور قابل اعتماد معلومات (جمع کرنے اور) کا تبادلہ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ (یہ ذمہ داری اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے باب VII کی قرارداد 1373 کے ذریعہ دوبارہ ادا کی گئی تھی جس میں ریاستوں سے "آپریشنل معلومات کے تبادلے کو "تیز اور تیز" کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ خاص طور پر دہشت گرد افراد یا نیٹ ورکس کی کارروائیوں یا نقل و حرکت کے بارے میں"۔ ان دونوں مثالوں کو جاسوسی کے خود مختار نہ حق کو معاہدہ کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے، جب جاسوسی کا مقصد بین الاقوامی برادری کا وسیع تر مفاد ہو۔⁽⁴³⁾

جاسوسی سے متعلق غیر جانبدار مکتبہ فکر اور ان کا استدلال:

انسانی جاسوسی کی قانونی حیثیت سے متعلق تیسرا مکتبہ فکر دونوں طرح کے موقف سے مضطرب اور غیر جانبدار ہے۔ اس فکر کے ماہرین کے مطابق بین الاقوامی قانون میں جاسوسی کی نہ تو اجازت ہے نہ ہی ممانعت۔ اس موقف کے قائلین کے مطابق جاسوسی کو ریاستوں کے ذریعہ روکنا، اتفاق رائے پیدا ہونا، یا کسی اصول و ضابطہ کی ترغیب موجود نہیں ہے۔⁽⁴⁴⁾

اس نظریہ کے حامی اس بات سے اتفاق نہیں کرتے ہیں کہ انسانی جاسوسی علاقائی سالمیت کی سنگین خلاف ورزی ہے اور واضح قانون کی عدم موجودگی میں، عام طور پر جاسوسی کے بارے میں غیر جانبدارانہ موقف کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ ماہرین عموماً 1927ء کے لوٹس کیس⁽⁴⁵⁾ کے فیصلے کی حمایت کرتا ہے۔ اس کیس سے دو قابل اطلاق احکامات اور نظیریں سامنے آئیں: اول: "ہر ریاست ان اصول و ضوابط کو اپنانے کے لئے آزاد ہے جس کو وہ بہترین اور موزوں سمجھے"۔

⁴³ . Lubin, Asaf, *Espionage as a Sovereign Right under International Law and Its Limits*, 2016, p. 27

⁴⁴ . Radson A.J., *The Unresolved Equation of espionage and International Law*, p. 596-623

⁴⁵ . The Lotus case was an international legal case involving France and Turkey in front of the Permanent Court of International Justice. The case is known for establishing the so-called "Lotus principle" in international law.

The *Lotus principle* or Lotus approach, usually considered a foundation of international law, says that sovereign states may act in any way they wish so long as they do not contravene an explicit prohibition. The application of this principle – an outgrowth of the Lotus case – to future incidents raising the issue of jurisdiction over people on the high seas was changed by article 11 of the Convention on the High Seas. The convention, held in Geneva in 1958, laid emphasis on the fact that only the flag state or the state of which the alleged offender was a national had jurisdiction over sailors regarding incidents occurring on the high seas.

(https://en.wikipedia.org/wiki/Lotus_case)

دوم: "یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو ریاستی سرگرمیوں کو محدود کرنے کے لیے قانون کی حکمرانی کے پر زور دیتے ہیں۔ تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ ایسا کوئی پابندی والا اصول موجود ہے"۔⁽⁴⁶⁾

حقیقت یہ ہے کہ جو ریاستیں مقامی طور پر جاسوسی کے جرائم سے نمٹنے کا میلان ورجان رکھتی ہیں وہ اس اصول کو عملی جامہ پہنانے کی تجویز کریں گی؛ اور چونکہ بہت سی ریاستیں خود جاسوسی کی کچھ شکلوں کا استعمال کرتی ہیں، اس لئے وہ بین الاقوامی قانونی نظام میں اس معاملے پر کنٹرول کھونے کے خوف سے بحث کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتیں۔⁽⁴⁷⁾

انسانی جاسوسی کا یہ قانونی نکتہ نظر عملی طور پر، جنرل اسمبلی کی قرارداد 36/103 کو بالکل ہی نظر انداز کرتا ہے۔ اور اسی طرح علاقائی سالمیت سے متعلق ریاستوں کی بدلتی پوزیشن کو نظر انداز کرتا ہے۔ جس سے عیاں ہوتا ہے کہ انسانی جاسوسی سے متعلق اس نکتہ نظر میں اہم امور نظر انداز ہوئے ہیں۔ بہر حال، ریاستی سلوک کی وضاحت کے طور پر، انسانی جاسوسی کے جواز کے لئے اچھی قانونی بنیاد موجود نہیں ہے تاہم سائبر جاسوسی سے متعلق لوٹس کے اصول کا اطلاق مفید ہے۔

بین الاقوامی قانون اور سائبر جاسوسی:

بین الاقوامی قانون میں غیر واضح معاملات، سائبر جاسوسی کی حالیہ ترقی اور تیزی سے صلاحیت میں اضافے کی وجہ سے اس کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ جاسوسی کا یہ طریقہ جاسوسی کی قانونی حیثیت بارے، بذات خود ایک بحث کو جنم دیتا۔ کیونکہ یہ ان بنیادی خلاف ورزیوں کو ناکام بناتا ہے جو انسانی جاسوسی اور فعال کارروائیوں کے طریقوں پر لاگو ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے، سائبر آپریشنز کی قانونی حیثیت سے متعلق، فعال کارروائیوں کے زمروں میں قدرے تبدیل شدہ نقطہ نظر ضروری ہے۔ سائبر آپریشنز کی دنیا میں، مسلح حملے کا تصور اپنی مادی معنویت سے بالاتر ہونا چاہئے۔ کوئی بھی سائبر آپریشن جس کے باعث جانی نقصان یا تخریب کاری ہوتی ہے وہ ریاست کی خود مختاری کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ سائبر حملہ بھی ہوتا ہے۔⁽⁴⁸⁾

⁴⁶ . Stone, J. *Legal Problem of Espionage in Condition of Modern Conflict*, in R. J. Stanger, *Essays on Espionage and International Law*, Columbus Ohio State University Press, 1992, p. 29-43

⁴⁷ . Bowman, M. E., *Intelligence and International Law*, *International Journal of Intelligence and Counter Intelligence*, 1995, 8:3, p. 321-335.

⁴⁸ . Schmitt, M.N. *Tallin Manual on the International Law Applicable to Cyber Warfare*, Cambridge University Press- Cambridge, 2013

یہ کارروائی، جیسے کہ پہلے متحرک کارروائیوں کے معاملے میں پہلے تذکرہ ہو چکا ہے، اقوام متحدہ کے آرٹیکل کے آرٹیکل 2 (4) کے تحت بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی حیثیت سے طاقت کے استعمال یا جارحیت کے عمل کو ممنوع قرار دے گی۔

فعال آپریشنز کی طرح، سائبر آپریشنز کی دو ممکنہ شکلیں ہیں: اوّل: بااثر آپریشنز اور دوم: پروپیگنڈا۔ یہ ضروری ہے کہ ان کارروائیوں کی نوعیت، طریقہ کار اور ہدف انتہائی سیاق و سباق پر مبنی ہوں۔ اوہلن بااثر سائبر آپریشنز یا سائبر پروپیگنڈہ کی ایک جامع خرابی پیش کرتا ہے کہ کس طرح یہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے دو حصوں خلاف ورزی کر سکتے ہیں۔ یعنی ریاست کی سیاسی آزادی اور لوگوں کی خود ارادیت۔ اس کی مثال روس کی جانب سے 2016ء میں امریکی انتخابات میں مداخلت ہے۔ کسی ریاست کی سیاسی آزادی کی خلاف ورزی سے سرکاری کاموں میں خلل پڑتا ہے، جو ریاست کے واحد دائرہ اختیار میں رہنے والے امور میں مداخلت ہے۔ اگر کسی سائبر آپریشن سے کسی سرکاری عمل، انتخابات یا خدمات میں مداخلت ہوتی ہے تو یہ بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کا باعث بنے گی۔ تاہم، امریکی انتخابات میں روسی مداخلت کی صورت میں، ووٹ کی جدول یا دیگر سرکاری کاموں میں چھیڑ چھاؤ کا کوئی ثبوت نہیں ہے، لہذا ایسا نہیں ہے۔⁽⁴⁹⁾

اگر روس انتخابی عمل میں مداخلت کرتا تو یہ بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہوتی۔ کیونکہ جنرل اسمبلی کی قرارداد 103/36 کے آرٹیکل 2 (4) کی تشریح کے تحت اسے سیاسی آزادی کی خلاف ورزی کے طور پر دیکھا جاتا۔⁽⁵⁰⁾

یہ اس بات کی دلیل ہوتی کہ روسی مداخلت نے حقیقت میں بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی ہے کیونکہ اس نے امریکی شہریوں کے حق خود ارادیت اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق حکومت کے انتخاب کے حق کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس دلیل کی قانونی صلاحیت کے باوجود، سائبر اعمال کی شواہد اور شدت جیسے پروپیگنڈے کا سراغ لگانا، ان کا پیچھا کرنا اور ان کی فہرست بندی ناقابل یقین حد تک مشکل ہے۔ اس طرح اس نوعیت کی جاسوسی کے امکان کو بین الاقوامی برادری کی جانب سے ایک مستحکم قانونی مذمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال، طاقت کے استعمال میں کمی اور حکومتی کام میں چھیڑ چھاؤ سے متعلق سائبر آپریشنوں کو لوٹس کے اصول کے اطلاق سے جائز معلوم ہوتا ہے، اس کی بنیادی وجہ موجودہ بین الاقوامی قانون کے تحت ان کی توجہ نہ ہونا ہے۔

49. Ohlin, J. D., *Did Russian Cyber Interference in the 2016 Election Violate International Law*, Texas Law review, 2017, p. 1579-1598

50. Ibid

سائبر جاسوسی کی قانونی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مختلف قسم کی الیکٹرانک نگرانی میں فرق کیا جائے۔ بعض ماہرین نے ملکی، علاقائی، غیر ملکی، بعید ملکی، اور بین الاقوامی نگرانی کے مابین فرق کیا ہے۔ ان میں سے ہر قسم مختلف بین الاقوامی قانونی خدشات کو جنم دیتی ہے۔ بعید ملکی یا ماورائے علاقہ نگرانی کے تصور کے ساتھ انسانی جاسوسی کی بحث کے مماثل، علاقائی سالمیت کے اصول کے گرد ایک بحث گھومتی ہے۔ بعض ماہرین قانون نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس بارے میں ابہام موجود ہے کہ خفیہ ایجنٹوں کی جسمانی موجودگی سے کسی ریاست کی علاقائی خود مختاری کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں؟⁽⁵¹⁾

اس بحث کے پیچھے وجوہات یہ ہیں، بلکہ، وہ ملک یا علاقہ جس سے معلومات کو روکا جائے گا کیا ہے وہ غیر ملکی ریاست کے خود مختار کنٹرول میں ہے، لہذا خارجی طاقت کے لیے خفیہ طریقہ سے معلومات حاصل کرنا اس ریاست کی علاقائی سالمیت کی خلاف ورزی ہے۔

تاہم، یہ معاملہ بین الاقوامی نگرانی کا نہیں ہے، جو 'ہدف ریاست' سے باہر کی معلومات کو روکتا ہے اور اس طرح علاقائی سالمیت کے اصول کو پامال کرتا ہے۔ لیکن، سائبر انٹیلیجنس کے اندر دوسری قانونی بحث جو بین الاقوامی اور ماورائے خارجی نگرانی دونوں پر لاگو ہوتی ہے وہ رازداری کے تحفظ کی ہے۔ یہ قانونی سوال اس لئے نہیں اٹھایا گیا ہے کہ اس سے سائبر انٹیلیجنس پر مجموعی طور پر پابندی عائد ہو سکتی ہے، بلکہ اس میں رکاوٹیں ڈال سکتی ہے اور اطلاقی طور پر اس کی کوششوں کو گھنٹا سکتی ہے۔ یہ بحث احاطہ کرتی ہے کہ کیا شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی معاہدہ کے آرٹیکل 17 کا اطلاق "ریاستی" حدود سے باہر غیر ملکی شہریوں پر کیا جاسکتا ہے؟⁽⁵²⁾ اگر پرائیویسی کے حقوق کی شرائط کا اطلاق ریاست کے کنٹرول سے باہر علاقوں میں شہریوں پر کرنا تھا تو، وارنٹ کا حصول سائبر انٹیلی جنس کے پورے خفیہ پہلو پر سمجھوتہ کرے گا۔

مجموعی طور پر، جاسوسی سے متعلق ادبیات کی گفتگو کے ذریعے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بین الاقوامی قانون کسی بھی طرح کی جسمانی علاقائی مداخلت کو خود مختاری کی خلاف ورزی کے طور پر شامل کرنے کے لئے تبدیل کرنے کے عمل میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 1960ء میں U-2 واقعہ کی کبھی بھی جارحیت کے طور پر مذمت نہیں کی گئی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت علاقائی سالمیت کا تصور صرف جارحیت کی کارروائیوں اور طاقت کے استعمال پر لاگو ہوتا تھا۔ تاہم جنرل اسمبلی کی قرارداد 103/36 اب یہ ظاہر کرتی ہے کہ علاقائی

⁵¹ . Deeks, A., *An International Legal Framework for Surveillance*, Virginia Journal of International Law, 2015, p.291-368

Forcese, C. *Pragmatism and Principle: Intelligence Agencies and International Law*, Virginia Law Review, 2016, p. 67-84

⁵² . Deeks, A., *An International Legal Framework for Surveillance*, Virginia Journal of International Law, 2015, p.291-368

سالمیت کے وسیع مفہوم میں مداخلت کی مختلف اقسام کو شامل کرنا ہے۔ اس قرار داد کے ارد گرد قانونی رائے دینے والے حلقوں کی ترقی کی صلاحیت کے ساتھ، ریاستیں مداخلت کی تشکیل کے بارے میں اپنا نظریہ تبدیل کرتی نظر آتی ہیں۔ لہذا، ہدف ریاستوں کی رضامندی کے بغیر عملی کاروائیاں اور انسانی جاسوسی بین الاقوامی قوانین کے تحت بنیادی طور پر کچھ خاص وجوہات کی بناء پر متنازعہ ہیں، جیسے طاقت اور سیاسی آزادی کی خلاف ورزی، اور مؤخر الذکر علاقائی سالمیت کے وسیع تصور کی خلاف ورزی کے باعث۔ علاقائی سالمیت کے معنی میں توسیع کا واحد استثناء اسکاٹ کی جانب سے خود دفاعی کے ابھرتے ہوئے اصول کا اطلاق ہوگا جس کے اطلاق کے ذریعہ غیر معمولی معاملات میں انسانی جاسوسی کو قانونی حیثیت دے سکتا ہے۔ تاہم، سرد جنگ کے خاتمے کے بعد ان طریقوں کی طرف مؤقف مزید پابندیوں اور کسی بھی طرح سے ریاست کی رضامندی کے بغیر کسی ریاست میں مداخلت کی مذمت کرنے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔

جاسوسی کے آس پاس ایک اہم مضمحلہ ہے جو قانونی طور پر پکڑی جانے والی بنیاد پر چلتی ہے۔ پھر بھی اس مفروضے کے ذریعہ، جاسوسی کی مشق کے ذریعہ اس کی قانونی حیثیت کی تجاویز بالآخر ایک پوری نئی بحث کا آغاز کر دیں گی، خاص طور پر ان صلاحیتوں کے ساتھ جو سائبر انٹیجینس اور سائبر آپریشنز کے ذریعہ ظاہر کی گئیں جو اقوام متحدہ کے چارٹر کے ذریعہ غیر متوقع تھیں۔ بہر حال، جاسوسی کا عمومی رواج بین الاقوامی قانون کے مطابق واضح طور پر غیر قانونی نہیں ہو سکتا ہے، اور یہ ریاستوں اور دیگر بین الاقوامی اداکاروں پر منحصر ہے کہ وہ قانون کو ان مخصوص سیاق و سباق پر لاگو کریں جس میں خفیہ حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔ انہی حالات اور سیاق و سباق میں ہی کچھ خفیہ حربے استعمال کیے جاتے ہیں جن سے ان کی قانونی حیثیت پر سوالات ابھرتے ہیں۔ شاید جاسوسی کی سب سے زیادہ بحث اور غیر واضح عنصر جس کو بین الاقوامی قانون نے تشریح اور بغیر وضاحت کے چھوڑ دیا ہے وہ سائبر آپریشنز اور سائبر جاسوسی ہیں جن سے کسی ریاست کی سیاسی آزادی کے خلاف طاقت کا استعمال نہیں ہوتا جو ہدف ریاست کے باہر سے ہوتے ہیں۔ کیا ریاستیں اپنے اس تصور کو تیار کرتی رہیں گی کہ ریاستی خود مختاری جسمانی سرحدوں سے آگے کی معلومات اور ذرائع ابلاغ کی زیادہ مجازی ملکیت تک پھیلانے کے لئے کی تشکیل کرتی ہے اور یا اس تصور کی توسیع ٹیکنالوجی کے دور میں بالکل قابل عمل ہے یا نہیں، بین الاقوامی قانون کے مستقبل کی پیش گوئی کرتے وقت اس پر غور کرنا چاہئے۔

نتائج

بین الاقوامی قانون میں جاسوسی کے جواز و عدم جواز پر یہ تحقیقی جائزہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ جاسوسی کا مسئلہ نہایت پیچیدہ اور متنازعہ ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ریاستی خود مختاری اور علاقائی سالمیت کے تصورات میں تبدیلیوں

نے جاسوسی کے قانونی حیثیت کو مزید الجھا دیا ہے۔ جاسوسی کی مختلف اقسام، جیسے خفیہ آپریشنز، انسانی جاسوسی، اور سائبر جاسوسی، نے بین الاقوامی قانون کے ماہرین کے درمیان شدید بحثوں کو جنم دیا ہے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 2(1) اور 2(4) کے تحت طاقت کے استعمال کی ممانعت، خود مختاری، اور عدم مداخلت کے اصولوں کی روشنی میں جاسوسی کی قانونی حیثیت پر سوالات اٹھائے گئے ہیں۔

جاسوسی کے حامیوں کا ماننا ہے کہ یہ قومی سلامتی اور عالمی امن کے لیے ناگزیر ہے، جبکہ مخالفین کا کہنا ہے کہ یہ علاقائی سالمیت اور غیر مداخلت کے اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ سائبر جاسوسی کے ظہور نے اس بحث کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے، کیونکہ یہ روایتی جاسوسی کے طریقوں سے بالکل مختلف ہے۔ بین الاقوامی قانون میں جاسوسی کے بارے میں واضح قوانین کی کمی کی وجہ سے اس کی قانونی حیثیت مبہم رہتی ہے۔ مستقبل میں، جاسوسی کے بارے میں بین الاقوامی قانون کو مزید واضح اور جامع ہونے کی ضرورت ہے، خاص طور پر ٹیکنالوجی کے تیزی سے بدلتے ہوئے منظر نامے میں۔ ریاستوں کو جاسوسی کے طریقوں کو بین الاقوامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے تاکہ عالمی امن اور سلامتی کو برقرار رکھا جاسکے۔ اس تحقیق کا مقصد جاسوسی کے بارے میں ایک متوازن اور معروضی نقطہ نظر پیش کرنا ہے، جو بین الاقوامی قانون کے ماہرین اور پالیسی سازوں کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔